۱۱۹

غلام احمد قادیانی
الہام ۱۳۰۰ھ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵
رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
ہفتہ میں تین بار

الفضل

قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی عہ
بیرون ہند ۱۲

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۱ | مطابق ۹ صفر ۱۳۴۲ھ | یوم سہ شنبہ | مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر ۲۶

مدینۃ المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں ہر طرح خیریت ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضہ کے اہل وعیال بخیریت ہیں ؛

حضرت امیر مولوی شیر علی صاحب نے ۵ ستمبر ۱۹۲۳ء خطبہ جمعہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کی شہادت پر فرمایا۔ دوران خطبہ میں اکثر سامعین کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ نماز جمعہ کے بعد شہید موصوف کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ اور دعائے مغفرت کی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ جانے والے احباب کے اہل وعیال میں خیریت ہے ؛

۸ ستمبر کی صبح کو مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کے گھر میں (بڑی بیوی کے بطن سے) لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

۴ اور ۵ ستمبر کی درمیانی رات شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر کے ہاں نقب زنی کی واردات ہوئی۔

ملیریا بخار کی شکایت روز بروز بڑھ رہی ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار لنڈن سے

حضور کی علالتِ طبع

تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب

گذشتہ پرچہ کا ٹائٹل ایک ہزار کے قریب چھپ چکا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار ملا۔ اسوقت پتھر پر سے مدینۃ المسیح کی خبریں کٹوا کر تار کا ترجمہ لکھوا دیا گیا۔ چونکہ یہ تار بہت سے پرچوں میں درج نہیں ہوا اس لئے دوبارہ درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

لنڈن سے یکم ستمبر کو ۸ بجے شام روانہ ہوکر ۴ ستمبر کو پونے نو بجے بٹالہ آیا۔ اور خاص آدمی کے ذریعہ ۱۲ بجے قادیان پہنچا۔

"میں پھر بیمار ہوں۔ ہیضہ کا سخت حملہ ہوا ہے۔ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چونکہ ہم کانفرنس کے مضمون کی نظر ثانی میں ابھی مصروف ہیں اسلئے زیادہ کام نہیں کرسکے بعض بارسوخ اصحاب اور تمام بارسوخ روزانہ اخبارات کے نمائندے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ اور حالات دریافت کئے اور اخبارات نوٹ اور فوٹو شائع کر رہے ہیں۔ ہیضہ کی خبر سنکر فکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کی حفاظت فرماوے" خلیفۃ المسیح

دارالامان میں روزانہ نماز باجماعت میں حضور کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ بیرونی احباب بھی حضور کی صحت عافیت اور کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں ؛

اطلاع :- مختلف اخبارات میں یہ غلط خبر شائع ہوئی ہے کہ میر قاسم علی صاحب اور میر محمد اسحق صاحب معہ پانچ آدمیوں کے بلوہ کے الزام میں گرفتار کئے گئے ہیں یہ خبر بالکل غلط اور جھوٹ ہے ؛

نظم

مولوی نعمت اللہ خان کی شہادت اور حکومتِ کابل کی شقاوت

درد کیوں اٹھتا ہے سینہ کس لئے بریاں ہوا
یاد میں کس کی یہ میرا زخم دل خنداں ہوا

سرزمیں کابل کی آلودہ ہوئی پھر خون سے
پھر وہ فود غم سے شورِ آہ مظلوماں ہوا

لاتعد سینوں سے آہیں لاتعد آنکھوں سے اشک
بچہ بچہ ملتِ احمد کا پھر نالاں ہوا

الحذر اے شاہِ کابل ڈر کہ ہو ڈر کا مقام
تیرے جور نارو! پر عرش بھی لرزاں ہوا

کیا تجھے معلوم ہے تو نے یہ کس کی آہ لی
کس کے ماتم میں سما بھی لاجرم گریاں ہوا

تھا وہ منظورِ نظر میرے شہِ لولاک کا
جھیلنا جس کے لئے ہر درد کا آساں ہوا

رنگ لائیگی جفا کاری یہ اک دن دیکھنا
ایک عالم اسکی خاطر آج نوحہ خواں ہوا

مدتوں تڑپا کئے تھا۔ وہ فراقِ یار میں
سنگ باری اس کے دردِ ہجر کا درماں ہوا

حبذا اے جان دینے والے راہِ عشق میں
رشک کے قابل نصیبے ہیں ترے ایماں ہوا

کاٹ لی منزل وفائے یار کی اک آن میں
جو ہوا تجھ سے وہ تیری شان کے شایاں ہوا

عبد السلام بھٹی ٹیچر مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

ساندھن کی اشدھی کی حقیقت

۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۴ء کے تیج اور پرتاپ میں ساندھن کی اشدھی کے متعلق ایک بالکل جھوٹا اور گمراہ کن تار شدھی سبھا آگرہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ ہم اس شخص کی دیدہ دلیری پر حیران ہیں۔ جس نے ساندھن کے ۳۲۷ آدمیوں کی اشدھی کا تار دیا۔ ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مہاشہ ان اعداد اور شمار کو صحیح ثابت کر دکھاوے۔ تو سو روپیہ فی کس انعام پاوے۔ کیا مہاشہ منتری اشدھی سبھا آگرہ ہمارے اس چیلنج کو منظور کرنے کو تیار ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم ساندھن کی شدھی کی حقیقت کو آشکارا کرنا چاہتے ہیں۔ دو سال سے آریوں نے ساندھن میں جال بچھانا شروع کیا۔ اور طرح طرح کے لالچ دیکر لوگوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرانا چاہا۔ مگر ہر موقع پر ان کو ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حال ہی میں آریہ مہاشوں نے ایک ملکانہ چندا نامی کو جسے اپنی برادری میں کہیں بیاہ نہ ملتا تھا۔ رشتہ کا لالچ دیکر شدھی کے لئے اکسایا۔ اور ایک ہزار روپیہ نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اگر وہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو بھی شامل کرے۔ اس شخص نے پوری کوشش کی۔ مگر سوائے اپنے بھائی اور ایک کس ملکانہ کے کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ یہ حالت دیکھ کر چندا مذکور نے خود بھی عین اشدھی کی تاریخ پر مرتد ہونے سے انکار کر دیا۔ اور بھرے مجمع میں منتری جی کے پاکھنڈ کا اظہار کر دیا۔ مہاشہ منتری جی جو بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ ایک گاڑی رسد لائے تھے۔ اس ناکامی کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے چندا کو علیحدہ لے جا کر اس کی بہت خوشامد کی۔ اور موعودہ ایک ہزار میں سے ڈیڑھ سو روپیہ فوراً اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور باقی رقم مرتد ہونے کے بعد دینے کا وعدہ کیا۔ مہاشہ جی کا یہ جادو چل گیا۔ اور چندا اپنے بھائی اور دوسر ساتھی کو لے کر مرتد ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ مگر پھر بھی ساندھن کے اندر اس رسم کے ادا کرنے کی آریوں کو جرأت نہ ہوئی۔ اور پاس کے ایک گاؤں ننگلہ میں چندا اور اس کے ساتھیوں کو اشدھ کیا گیا۔ مگر شرم کے مارے ان میں سے کوئی بھی اب تک اپنے گاؤں موضع ساندھن میں نہیں گھسا۔

صوفی محمد ابراہیم بی۔ ایس سی۔ امیر المجاہدین احمدیہ دار التبلیغ۔ آگرہ

خاکسار عرفانی کی معذرت

سفر یورپ و بلاد اسلامیہ کی تقریب پر بعض مخلص احباب نے مجھے ہفتہ وار چٹھی لکھنے کی تحریک کی تھی۔ میں نے اس تحریک پر اس چٹھی کے اخراجات دس روپیہ تین ماہ کے لئے مقرر کئے۔ اور قریباً بارہ احباب نے یہ رقم میرے پاس بھیجدی۔ لیکن سفر میں آ کر معلوم ہوا کہ اتنی فرصت نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ میں اپنے گھر خیریت کا خط اور دفتر الحکم کو معمولی ہدایتوں کا خط نہیں لکھ سکا۔ اور مضمون لکھنا تو درکنار۔

اس لئے مجھے ان احباب سے سخت ندامت ہے۔ کہ میں ان کے اخلاص اور محبت کے جذبات کی قدر کرنے کے باوجود اس فرض کو ادا نہیں کر سکتا۔ اگر میرے لئے یہ ممکن ہو سکا۔ تو میں ان کو حضرت کی صحت اور نقل و حرکت کی معمولی اطلاع دے سکونگا۔ ورنہ نہیں۔ اور واپس آ کر انشاء اللہ العزیز مصارف خطوط کی رقم واپس کر دی جائیگی۔ یہ اطلاع دیتے ہوئے مجھے بے حد تکلیف اور ندامت ہے۔ خاکسار عرفانی از پورٹ سعید ‘‘

احمدیہ مہمان خانہ بٹالہ کے متعلق اعلان

بٹالہ میں جو احباب کے لئے فرودگاہ ہے۔ اس میں گذشتہ دنوں چند چوری کے واقعات ہو گئے ہیں۔ اس کا موقعہ قرب و جوار کے لحاظ سے ایسا محفوظ نہیں۔ کہ احباب اپنی اشیاء کی حفاظت کے متعلق لاپرواہی سے کام لیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ پوری پوری احتیاط کریں۔ منشی عبد اللہ صاحب جو مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ انہیں بھی چاہیئے کہ وہ بھی مہمانوں کو اس بارے میں آگاہ کر دیا کریں۔

زین العابدین ولی اللہ شاہ۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

الفضل
(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء

کابل میں قابلِ فخر نعمت اللہ خان کی شہادت

کابل کی سنگلاخ زمین میں ایک اور بے گناہ کا خون

احمدیوں کے ساتھ کابل کا وحشیانہ سلوک

آخر وہی ہوا۔ جس کا خطرہ تھا۔ اور جس کا خیال کر کے بھی کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ کہ کابل کی جابر اور ظالم حکومت نے ہمارے نہایت ہی عزیز اور مکرم بھائی نعمت اللہ خان کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے نہایت وحشیانہ طریق سے سنگسار کر کے شہید کر دیا اسوقت تک ہمیں جو اطلاع پہنچی ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ خاص کابل میں یکم اگست ۱۹۲۴ء کو یہ ظالمانہ قتل کیا گیا۔ اس معصوم اور بے گناہ قتل کی تفاصیل جب معلوم ہونگی۔ اسوقت بیان کی جائینگی۔ لیکن تفاصیل کے بغیر بھی محض اتنی خبر جو ہمیں پہنچی ہے۔ اور جو جماعت کو پہنچائی جا چکی ہے۔ جس قدر دردناک اور الم انگیز ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

حکومت کابل اپنی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے ان دنوں جن مصائب اور آلام میں گھری ہوئی ہے۔ اور جن کا کچھ نہ کچھ اخبارات میں ذکر آتا رہتا ہے۔ ان سے مخلصی پانے اور عوام کو جنھوں نے امیر کابل کے احمدی ہونے کی افواہ بھی اڑائی تھی۔ مطمئن کرنے کے لئے ہمارے بھائی کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے گئے ہیں۔ اور اس غریب اور بیکس کے متعلق یہ سمجھ کر کہ دنیا میں اس کی داد فریاد سننے والا کون ہے۔ اپنی بداعمالیوں کی پردہ پوشی کے لئے اسے قربان کیا گیا ہے۔ لیکن جابر اور ظالم قاتلوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ گو اس وقت دنیاوی لحاظ سے اس بے گناہ کے خون ناحق کا بدلہ لینے والا کوئی نہیں ہے۔ اور اس جابرانہ فعل کے متعلق بازپرس کرنا مشکل ہے۔ لیکن اس خون کے دھبے تا قیامت ان کی آستینوں سے چھٹ نہیں سکتے۔ اور یہ قتل رنگ لائے بغیر نہیں رہیگا۔

کیا سرزمین کابل کو یاد نہیں کہ حضرت سید عبداللطیف صاحب کو شہید کرنیوالوں کا کیا انجام ہوا۔ اور انکی ہلاکت اور تباہی کیسی عبرتناک طریق سے ہوئی۔ اس چند روزہ دنیا سے جانے کو تو حضرت شہید مرحوم بھی چلے گئے۔ اور ان کے قاتل بھی گذر گئے۔ مگر اس میں جو فرق اور امتیاز ہے۔ اسے دیکھنا چاہیئے سید صاحب شہید تو خوشی اور مسرت کی حالت میں نہایت اطمینان اور سکینت کے ساتھ اپنی جان جان دینے والے کے سپرد کرتے ہیں۔ اور اس میں ایسی لذت اور اتنا سرور پاتے ہیں کہ کسی قسم کی تکلیف اور رنج کے آثار بھی ان کے بشرہ پر ظاہر نہیں ہوتے لیکن ان کے قاتل اور قتل میں مؤید نہایت حسرت اور اندوہ کے ساتھ کیفر کردار کو پہنچتے ہیں۔ پھر شہید مرحوم کے قاتلوں کو دنیا جانتی ہے۔ اور تا قیامت ان کی جفاکاری اور ستم شعاری پر لعنت بھیجتی رہیگی لیکن قاتل اپنی حفاظت کے ہر قسم کے سامان رکھنے اور محفوظ جگہوں میں رہنے کے باوجود اس طرح قتل ہوتے ہیں کہ حکومت اپنا سارا زور لگا دینے پر بھی ان کا پتہ ہی نہیں لگا سکتی۔ جس کے متعلق اگر یہ خیال کیا جائے۔ تو کوئی تعجب نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرشتے تھے۔ جو اس کی راہ میں قتل کئے جانے والوں کا قصاص لینے کے لئے مامور کئے گئے تھے۔ اور چونکہ وہ قاتلوں کو سزا دینے اور بے گناہوں کے قتل کی پاداش میں قتل کرنیوالے تھے۔ اس لئے ان کی تلاش اور تجسس میں حکومت کا ناکام و نامراد رہنا لازمی تھا۔ تاکہ ان کا بال بھی بیکا نہ ہو۔

اس نمونہ اور اس عبرتناک مثال کے موجود ہوتے ہوئے موجودہ والیئے کابل نے وہی راہ اختیار کی ہے۔ جو اس کے باپ اور دادا نے اختیار کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی تھی اور نہایت بیدردی اور بے رحمی کے ساتھ نعمت اللہ خان کو قتل کر دیا ہے۔ اس قتل پر ہماری ساری جماعت کو صدمہ ہوا ہے۔ اور بہت ہی انتہا صدمہ ہوا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایک ایسا بھائی ہم سے جدا ہو گیا۔ جو دین کی خاطر اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کابل کی سنگلاخ زمین میں مردانہ وار داخل ہوا تھا۔ اور خاص دار السلطنت میں رہ کر حق کی اشاعت اور صداقت کی تبلیغ کرنے پر کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے مرعوب نہ کر سکی۔ اس کی یہ مثال یہ جرأت یہ حوصلہ اور یہ فداکاری ہمارے اندر جوش اور ولولہ پیدا کرتی اور ہماری ہمتوں اور ارادوں کو خطرات کے مقابلہ میں بلند ہونے کی دعوت دیتی تھی۔ لیکن اس کی شہادت نے بھی ہمارے دلوں میں کسی قسم کا خوف۔ کوئی خطرہ۔ کوئی ڈر یا کسی نوع کی مایوسی پیدا کرنے کی بجائے ایسی پُرزور لہر پیدا کر دی ہے جو گو حضرت سید عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اس میں سکون پیدا ہوتا جا رہا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب حضرت سید صاحب شہید کی شہادت کی خبر پہنچی۔ تو حضور کو سخت ہی صدمہ اور تکلیف ہوئی۔ لیکن اس لمحہ جن اصحاب نے حضور کی حالت دیکھی۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس خبر سے آپ کو ایک قسم کی مسرت اور خوشی بھی تھی۔ اور وہ اس لئے کہ ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے ایسے ثابت قدم اور جری انسان ہیں۔ جو دین کے مقابلہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے نہ تو مرعوب ہو سکتے ہیں۔ اور نہ اپنی جان کے خوف سے حق کو چھوڑ سکتے ہیں ان کے لئے جان دیدینا آسان ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ جو صداقت انہوں نے قبول کی ہے۔ اسے ترک کریں۔ اور یہ بات جماعت کے لئے نہایت ہی فخر اور خوشی کی بات ہے۔

دوسری وجہ حضور کی مسرت کی یہ تھی کہ سچی جماعتیں دنیا میں اسی وقت مضبوط اور مستحکم ہوتی ہیں۔ جب ان پر مصائب آئیں تو ثابت قدمی دکھلائیں۔ اور خدا کے لئے جان تک قربان کر دینا ان کے لئے کوئی بڑی بات نہ ہو۔

ہماری جماعت کو فخر کا ایسا موقعہ اور مسرت کا ایسا واقعہ جو نہایت دردناک ہونے کے باوجود مسرت کا پہلو رکھتا ہے یا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں نصیب ہوا۔ اور یا پھر اب جبکہ ہمارا امام اور پیشوا وہ انسان ہے جو خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت حضرت مسیح موعود کا ہی حسن و احسان رکھتا ہے۔ پس اسوقت ہماری جماعت اس واقعہ سے سخت غمگین ہو گی۔ اور ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس بارے میں خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے ہم میں سے ہمارے ایک بھائی کو اپنی راہ میں جان قربان

کرنے اور پتھروں کی بوچھاڑ میں شہید ہونے کی توفیق بخش کر ہمارے سروں کو دنیا میں بلند کر دیا ہے۔ اور آج کئی سالوں کے بعد ہم پھر اس قابل ہوئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے لئے جان سپاری کی ایسی نادر مثال دنیا کے سامنے پیش کر سکیں ۞

آج ہم اس المناک واقعہ کو ساری دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اور جب کبھی خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا ذکر ہوگا۔ اس مبارک وجود کو پیش کرینگے۔ لیکن قاتلوں اور بے رحم قاتلوں کے ہاتھ میں سوائے اس کے کیا آیا۔ کہ انہوں نے ایک بے گناہ کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے۔ وہ اس قتل کا ذکر سنکر سوائے اس کے کہ ندامت اور خجالت کے گڑھے میں گر جائیں۔ اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیا ان میں یہ طاقت ہے کہ اس قتل کو اپنے کارنامہ کے طور پر دنیا کے روبرو رکھ سکیں۔ اور کیا ان میں اتنی جرأت ہے کہ اس سفاکی اور بے رحمی کو جائز ثابت کر سکیں۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔ ان کے لئے شرمندگی اور ندامت ہے۔ اور ہمارے لئے سربلندی اور فخر۔ پس ہمیں اس اندوہناک واقعہ پر گھبرانے اور مشوش ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے لئے فخر کا باعث ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا بیّن اور صاف نشان۔

ہمارے محترم بھائی کو قتل کرنیوالے ظالموں اور سفاکوں نے سمجھا ہوگا۔ کہ ہم نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا۔ لیکن یہ ان کی خام خیالی ہے کیونکہ شہید مرحوم مرا نہیں۔ بلکہ زندہ ہو گیا۔ اور ایسا زندہ ہوا۔ کہ ہماری جماعت کے ہر ایک مرد و عورت میں اور ہر ایک بوڑھے اور بچے میں زندگی کی روح پھونک گیا۔ اور بتا گیا ہے۔ کہ حقیقی زندگی اور ہمیشہ کی زندگی وہی ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کو زندگی بخشنے والا اور زندہ رکھنے والا خدا اس طرح مرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ (۲-۱۴۹) کہ خدا کی راہ میں قتل ہونیوالوں کو مُردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔ پس جس موت کو خدا تعالیٰ حیات قرار دے۔ اور جس قتل کو خدا تعالیٰ زندگی فرمائے اس کے متعلق کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے ۞

ایک مدت سے دنیا میں ایسے لوگ ناپید تھے۔ جو اس ابدی زندگی کو حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے۔ اور تختہ عالم پر قتل ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے زندہ ہونے کا خطاب پاتے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ آپ نے جہاں اسلام کو زندہ کیا۔ اس کے مردہ جسم میں زندگی کی روح پھونکی۔ وہاں ایسے انسان بھی پیدا کئے۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو کر زندگی پاتے ہیں۔ اور جن کی موت کی نفی خود خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ انہی خوش قسمت اور خوش نصیب افراد میں سے ایک ہمارا قابل فخر بھائی نعمت اللہ خان بھی ہے۔

اس جری اور بہادر نوجوان نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جس پامردی سے مشکلات اور مصائب کو برداشت کیا۔ اور بالآخر جان تک قربان کر دی ہے۔ اس کا کسی قدر پتہ اس خط سے لگ سکتا ہے۔ جو اس نے اپنی موت سے چند ہی دن قبل کابل کے جیل خانہ سے اپنے ہاتھ سے فارسی میں لکھا تھا۔ اور جس کے کچھ حصہ کا ترجمہ الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس اصل خط کا فوٹو اور ترجمہ انشاء اللہ آیندہ شائع کیا جائیگا۔ تاکہ ایک تو وہ شہید مرحوم کی آخری یادگار کے طور پر محفوظ ہو جائے۔ اور دوسرے پڑھنے والوں کے دلوں میں خدمت دین کے لئے جوش اور تڑپ پیدا کرے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کا شوق دلائے ۞

"الفضل" کے ایک فقرہ پر مولوی ثناء اللہ کی بیہودہ سرائی

مولوی ثناء اللہ کی سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں اپنی پیہم ناکامیوں اور نامرادیوں سے یہ حالت ہو گئی ہے کہ کسی علمی مسئلہ پر عالمانہ اعتراض کرنے کی بجائے استہزا اور تمسخر سے عوام کو خوش کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایک ادبی فقرہ پر جو الفضل کے ایک مراسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک نامہ نگار نے لکھا تھا کئی بار بیہودہ سرائی کر چکا ہے۔ اور حال میں بھی اس نے ۲۹ اگست کے اہلحدیث میں اسے دوہرایا ہے۔ وہ فقرہ حسب ذیل ہے:-

"چونکہ آج ہردوار پسنجر پر مملکت روحانیت کا سلطان سوار ہونیوالا تھا۔ اس لئے گاڑی کو ضرورت محسوس ہوئی کہ گنگا میں اشنان کر کے آئے۔ اس لئے وہ چند منٹ دیر کا عذر کرتی ہوئی پہنچی"

معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ چونکہ ہردوار پسنجر گنگا پر سے گذر کر آتی ہے۔ اور گنگا کا "اشنان" خاص شہرت رکھتا ہے۔ اس لئے نامہ نگار نے اس گاڑی کے لیٹ ہونے کا ذکر اس رنگ میں کیا ہے مگر مولوی ثناء اللہ اس پر پھبتیاں اڑانے میں ہی اپنی مولویت سمجھتا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے استعارے اور کنائے آئے دن تحریروں میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ چند ہی دن ہوئے۔ سری نگر کے ریشمی کارخانہ کے مزدوروں کے متعلق ایک قابل نامہ نگار کا مضمون اخبار زمیندار، سیاست، وکیل، تیسٹیل (؟) وغیرہ میں شائع ہوا۔ جو اس طرح شروع ہوتا ہے:-

"۱۲ جولائی کی صبح مسلمانان سری نگر کے لئے قیامت کی صبح تھی۔ اس صبح کو جو حشر انگیز، مصیبت افزا، پریشان کن اور تباہی خیز واقعہ کارخانہ ریشم کے غریب مفلوک الحال اور جفاکش مزدوروں پر ہوا۔ اس کی داستان قلم کی سیاہی سے نہیں۔ بلکہ جگر کے خون سے اس انداز اور اس پیرایہ میں لکھی جا رہی تھی۔ کہ مزدوروں اور ان کے ہمدردوں کے علاوہ آسمان بھی اشک بہا رہا تھا۔"

کیا ان سطور کو پڑھ کر بھی مولوی ثناء اللہ یہ کہیگا۔ کہ ۱۲ جولائی کو سری نگر میں وہی قیامت اور وہی حشر برپا ہو گیا تھا۔ جس کا ذکر اسلامی روایات میں ہے۔ ان مزدوروں کی داستان قلم کی سیاہی سے نہیں۔ بلکہ کسی کا جگر نکال کر اس کے خون سے لکھی جا رہی تھی۔ جسے دیکھ کر فی الواقعہ آسمان آنسو بہا رہا تھا۔ اگر ان فقرات کا وہ یہی مطلب سمجھتا ہے۔ تو ہمیں کوئی افسوس نہیں۔ لیکن اگر وہ ان میں بیان شدہ قیامت سے مراد وہ قیامت نہیں لیتا۔ جو حقیقت میں قیامت ہے۔ اگر جگر کے خون سے مراد وہ انسان کے جگر کا خون نہیں لیتا۔ اور اگر آسمان کے اشک بہانے پر وہ آسمان کو انسان نہیں قرار دے لیتا۔ تو "الفضل" کے اس فقرہ پر اعتراض کرتے ہوئے اسے کیوں شرم نہیں آتی۔ جس میں استعارتاً کلام کیا گیا ہے اس کی وجہ محض یہ ہے کہ حق کی مخالفت نے اس کے جذبہ شرافت کو بالکل مُردہ بنا دیا ہے۔

علی برادران اور چرخہ

مسلمانوں کے نامور رہنما ان دنوں جن اشغال میں مشغول ہیں، ان میں سے ایک چرخہ کاتنا ہے۔ چنانچہ علی برادران خاص طور پر اس کی مشق کر رہے ہیں۔ مسٹر گاندھی نے ان کے متعلق لکھا ہے۔ کہ بڑے بھائی نے کوشش تو بہت کی۔ مگر صرف ایک تولہ سوت کاتنے میں کامیاب ہوئے۔ چھوٹے بھائی نے اپنی بیوی کی مدد سے بہت کوشش کی۔ مگر وہ بھی مقررہ مقدار میں نہ کات سکے۔ ہاں آیندہ پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

کیا مسلمان غور فرمائینگے۔ کہ گاندھی جی کے پیچھے چلکر ان کے محترم لیڈر اپنی اعلیٰ قابلیتوں کو کیسے افسوسناک طریق سے برباد کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں کیلئے غیرت
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا دمشق میں نزول

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ

(فرمودہ ۲۹ اگست ۱۹۲۴ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت

اللہ تعالےٰ غیور ہے۔ اور اسی صفت غیوری کے ماتحت وہ اپنے بندوں کے گناہ سوائے شرک کے بخش دیتا ہے پھر وہ جس طرح اپنی ذات کے لئے غیور ہے۔ اسی طرح اپنے پیاروں کے لئے بھی غیور ہے جب اس کے پیاروں کی ہتک کی جاتی ہے۔ تو اس کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ اپنے پیاروں کو دنیا میں ترقی دیتا۔ اور ہتک اور دشمنی کرنیوالوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے

حضرت مسیح موعود کے لئے خدا کی غیرت

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ مسیحیت و مہدویت کیا۔ تو محمد حسین بٹالوی جو آپ کا بچپن سے واقف تھا۔ اور اسے معلوم تھا۔ کہ آپ نے عربی نہیں پڑھی۔ کوئی امتحان عربی کا پاس نہیں کیا آپ کے دعویٰ کو سن کر کہنے لگا۔ یہ شخص تو صرف منشی کہلانے کا مستحق ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم اس کو ایک منشی کا خطاب دے سکتے ہیں۔ اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ اعتراض حضرت صاحب پر اس نے اپنے عربی علم کے گھمنڈ پر کیا۔ تاکہ حضرت صاحب لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں۔ لیکن وہ خدا جو اپنے پیاروں کے لئے بھی ایسا ہی غیور ہے۔ جس طرح وہ اپنی ذات کے لئے غیور ہے۔ اس نے مولوی محمد حسین کے گھمنڈ کو توڑنے کے لئے آپ کو اس قدر عربی کا علم دیا۔ کہ اس کے ذریعہ آپ نے نظم اور نثر میں کتابیں لکھیں۔ اور بطور چیلنج لکھا۔ کہ یہ کتابیں خدا کی تائید اور نصرت کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ کوئی مولوی ہے۔ جسے اپنے علم پر گھمنڈ ہو۔ تو ان کے مقابلہ میں کوئی کتاب تصنیف کرے۔ پھر یہی چیلنج عرب اور شام کے علماء کو بھی دیا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی مقابلہ پر نہ آیا اور اس چیلنج کو کسی نے قبول نہ کیا۔ اور علم کے بڑے بڑے دعوے کرنے والے مقابلہ کی تاب نہ لاکر ذلیل ہو گئے۔ پھر آپ نے محمد حسین بٹالوی کو کہا۔ کہ اگر تو میری عربی تحریر اور قدیم اہل عرب کے کلام میں تمیز کر دے۔ تب بھی میں سمجھوں گا۔ کہ تو عربی کا ماہر ہے۔ مگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوا۔ غرضکہ جب خدا تعالےٰ کے پیاروں کی ہتک کی جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ اور وہ اپنے پیاروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں عزت دیتا۔ اور ان کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

اسی طرح اب جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جب یورپ تشریف لے گئے۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے اعتراضات کئے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ ان کے اس طرح فوٹو لئے گئے ہیں۔ کہ گویا بیت المقدس کو فتح کر کے اس کا قبضہ لینے جا رہے ہیں۔ یہ انہوں نے طنزاً لکھا۔ ہم کہتے ہیں۔ بیت المقدس کا فتح کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ اور احمدیوں کے نزدیک بیت المقدس کیا ساری دنیا کا فتح کرنا بھی کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان کا مقصد دلوں کو فتح کرنا ہے۔ اور اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ پس جو حضرت مسیح موعود کی غرض ہے۔ وہی سب احمدیوں کی غرض ہے۔ ہاں بیت المقدس کا فتح کرنا احمدیوں کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کا دمشق تشریف لیجانا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تو حضرت مسیح موعود کی ایک بات کو پورا کرنے کے لئے دمشق تشریف لے گئے۔ اور وہ بات جسے پورا کرنے کے لئے آپ تشریف لے گئے ہیں۔ وہ یہی کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ وہ حدیث جو مسیح کے نزول کے متعلق ہے۔ کہ مسیح منارہ بیضاء کے پاس اتریگا۔ اگرچہ اس کے وہ ظاہری معنے نہیں۔ جو ہمارے مخالف مولوی لیتے ہیں۔ تاہم ممکن ہے۔ کہ مسیح موعود کا کوئی خلیفہ وہاں جائے اور اس طرح اس خلیفہ کے دمشق میں جانے سے وہ حدیث ظاہری معنوں میں بھی پوری ہو۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح انہی الفاظ کو پورا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ باوجود اس کے کہ بتلایا گیا تھا۔ کہ راستہ میں ڈاکے پڑتے ہیں۔ امن نہیں ہے موسم خراب ہے۔ منذر خوابیں بھی آئیں۔ جن کی حقیقت خدا تعالےٰ ہی کو معلوم ہے۔ مگر آپ نے خطرات کی کچھ پروا نہ کی۔ اور اس حدیث کو پورا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور جیسا کہ دمشق کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ دمشق کے رہنے والوں کے دلوں کو آپ نے فتح کر لیا۔ اور ان کے دل آپ کے لئے کھولے گئے ہیں۔ اور اس طرح آپنے مسیح موعود کی بعثت کی غرض یعنی قلوب کو فتح کرنا پوری کی۔ اس کی تفصیل آپ کو مولوی عبدالمغنی صاحب جمعہ کے بعد بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے ان خطوط سے سنائیں گے۔ جو انہوں نے دمشق سے لکھے ہیں۔

دمشق میں کامیابی

ان خطوط کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کثرت سے آدمی ہوٹل میں آپ کے ملنے کے لئے آئے۔ کہ ہوٹل والا چیخ اٹھا۔ کہ میرے ہوٹل کو خالی کر دو۔ کیونکہ اس قدر بھیڑ سے میرے دوسرے مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ پھر اس نے ہجوم کو روکنے کے لئے دروازہ بند بھی کر دیا۔ لیکن لوگ پھر بھی دروازہ پر کھڑے رہے۔ اور دروازہ توڑ کر داخل ہونے کی کوشش کی گئی۔ غرضکہ لوگ حضرت صاحب کی ملاقات کے بہت ہی شائق تھے۔ یہ شوق ان کے دلوں میں اس انسان کو دیکھنے کا پیدا ہو گیا۔ جو بالکل نو وارد تھا۔ اور جس سے کسی کی جان پہچان نہ تھی۔ پھر وہ لوگ کتابوں کے لئے اشتیاق ظاہر کرتے۔ اور تقاضا کرتے۔ چونکہ کافی لٹریچر نہ تھا۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک شخص کو ایک کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی دی۔ جو حال ہی میں عربی میں ترجمہ کی گئی ہے۔ مگر لوگوں کی بیقراری اور اشتیاق اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ بڑے بڑے معزز آدمی ہونے کے باوجود کتابوں کیلئے اصرار کرنے لگے۔ اور یہ کہکر کہ فلاں کو جو کتاب دی گئی ہے۔ تو ہمیں بھی دیجئے۔ ہمارا اس سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ نصرانی ہے اور ہم مسلمان۔ پھر ایک صاحب تو اس قدر اصرار کرتے ہیں۔ کہ کتاب لے ہی لیتے ہیں۔ اور جب کتاب مل جاتی ہے۔ تو اسے اپنی کامیابی سمجھ کر دوسروں کو دکھاتے اور کہتے ہیں۔ میں نے بھی کتاب لے لی ہے۔ پھر لوگ مولویوں کی مخالفت کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں۔ اگر بات کرنے کا موقعہ نہیں۔ تو ہمیں زیارت ہی کر لینے دو۔ غرضکہ ایک محبت کی لہر لوگوں کے دلوں میں پھیل گئی۔ اور یہی قلوب کا فتح کرنا ہے۔ اس بات کو پیش کر کے میں اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کیا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے پیارے کے لئے اپنی غیرت نہیں دکھائی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں نہ ڈالا۔ جو کہ جوق در جوق حضرت صاحب اور آپ کے اصحاب کو دیکھنے اور باتیں سننے کے لئے آئے۔ اور ان کی ملاقات کے اس قدر شائق ہوئے۔ کہ ہوٹل کے دروازہ کو توڑنے تک کی پروا نہ کی۔ معترضین کے قلوب تو آپ کی ایسی کامیابی ہرگز نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے وہ بیت المقدس کا طعنہ دیتے تھے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے بیت المقدس سے بڑھ کر قلوب کو فتح کروا دیا۔ جو ہماری اصل غرض ہے۔

حافظ روشن علی صاحب پر اعتراض اور اس کا جواب

پھر پیغام میں ایک اعتراض یہ کیا گیا تھا۔ کہ اور تو اور بھلا حافظ روشن علی صاحب

وہاں کیا کام کرینگے۔ مگر ان کے اس اعتراض کو واقعات نے بالکل لغو اور بیہودہ ثابت کر دیا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے حضرت صاحب تو بالائی منزل میں صبح سے شام تک تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور حافظ صاحب نچلی منزل میں۔ صبح سے شام تک لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتے اور ان میں تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور تبلیغ کا طریق خدا تعالےٰ نے انہیں خاص طور پر سمجھایا۔ لوگ نہایت اشتیاق سے ان کی گفتگو سنتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح پر انگریزی کے متعلق اعتراض

پھر ایک اعتراض حضرت صاحب پر یہ کیا گیا۔ کہ وہ نہ انگریزی بول سکتے ہیں۔ اور نہ انگریزی لکھ سکتے ہیں۔ پھر سوائے اس کے کہ ان کے جانے کی غرض سیر و تماشہ ہو۔ اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ اعتراض پیغام صلح میں آپ کی روانگی کے بعد کیا گیا۔ جس کا تا حال آپ کو علم بھی نہ ہوگا کہ اس قسم کا اعتراض کیا گیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس اعتراض کو بھی رد کر دیا۔ چنانچہ بھائی جی اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت صاحب فلسطین کے گورنر کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ تو اس سے سلیس انگریزی میں گفتگو کرتے رہے۔ اسے سلسلہ کے حالات سنائے۔ اور اور امور پر بھی گفتگو کی۔ حالانکہ یہاں آپ کو انگریزی میں گفتگو کرنے کی قطعاً مشق نہ تھی۔ جب کبھی کسی آفیسر سے ملاقات ہوئی۔ تو ترجمان کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور ترجمان کی مدد سے گفتگو کی جاتی تھی۔ لیکن وہاں آپ نے بغیر ترجمان کے سلیس انگریزی میں گفتگو کی۔ آپ نے یہ گفتگو اس خیال سے نہ کی۔ کہ آپ پر انگریزی نہ جاننے کا جو اعتراض کیا گیا ہے۔ اس کا جواب دیں۔ کیونکہ آپ کو معلوم بھی نہ تھا۔ کہ کسی نے اعتراض کیا ہے بلکہ یہ انگریزی میں گفتگو آپ سے اللہ نے اس لئے کرائی۔ کہ غیر مبایعین کی اس تحقیر کی بات کو توڑے اور ظاہر کر دے۔ کہ آپ پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ انگریزی نہیں جانتے۔ خدا تعالےٰ نے ایسا کیوں کیا۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیاروں کے لئے غیور ہے۔ اور ہر بات میں اپنے پیاروں کے مقابلے میں دشمن کو ذلیل کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ذریعہ دمشقی حدیث پوری ہوئی

غرضیکہ عجیب باتیں اس خط میں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے دمشقی حدیث کے متعلق جو یہ لکھا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ ظاہری طور پر بھی یہ حدیث پوری ہو۔ اور مسیح موعود کا کوئی خلیفہ دمشق میں جائے۔ اور اس طرح پر اس کا جانا مسیح موعود کا جانا ہی قرار دیا جائے۔ کیونکہ خلیفہ نبی کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کا کام نبی کا ہی کام ہوتا ہے یہ بات نہایت عجیب طریق سے پوری ہوئی۔ اور حدیث کے اصل الفاظ میں پوری ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب دمشق میں پہنچے تو باوجود بہت تلاش اور کوشش کے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جو ظاہری حالات اور خیالات کے ماتحت مناسب سمجھی جاتی تھی۔ آخر ایک ہوٹل میں عارضی طور ٹھہر گئے۔ اور پھر اسی میں قیام ہو گیا۔ وہ ہوٹل ایسی جگہ واقعہ ہے۔ کہ اس کے پاس جانب مغرب ایک سفید منارہ ہے۔ اور اس کے سوا دمشق میں کوئی منارۃ البیضاء نہیں ہے۔ جامع امویہ کے دو منارہ ہیں۔ ایک پر چڑھ کر تو اذان دی جاتی ہے اور دوسرا بند کر کے مسیح کے لئے ریزرو رکھا ہوا ہے۔ مگر یہ دونوں منارہ سفید نہیں۔ بلکہ رنگدار ہیں۔ اس لئے ان میں سے کوئی بھی مسیح کے نزول کے لئے مختص نہیں ہو سکتا کیونکہ مسیح کے نزول کیلئے شرط منارہ بیضاء کی ہے اور سفید منارہ وہی ہے۔ جو اس ہوٹل کے پاس ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت حضرت صاحب کو ٹھہرنا پڑا۔ اور دوسرے خدام ایک اور ہوٹل میں ٹھہرے۔ صبح کو جب حضور نے نماز پڑھائی۔ تو سلام پھیرتے وقت آپ کی نظر اس سفید منارہ پر پڑی۔ جس سے ہوٹل مشرقی جانب تھا۔ اسی وقت خدا تعالےٰ نے آپکے دل میں ڈالا۔ کہ وہ حدیث کہ مسیح منارہ بیضاء کے پاس دمشق کے شرقی جانب اترے گا۔ پوری ہو گئی۔ حدیث میں عند کا لفظ ہے جس کے معنے پاس کے ہیں۔ نہ کہ اوپر کے اور مسیح کا مبعوث ہونے کے بعد حدیث میں اترنا آیا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اسی پر اترے گا۔ پس اس طرح حضرت صاحب کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پوری ہو گئی۔ جو کہ آپ نے مسیح موعود کے لئے بطور علامت کے بیان کی تھی۔ خدا تعالےٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ جن کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ کو وہاں اترنا پڑا۔ میں مفصل بیان نہیں کر سکا۔ خطبہ کے بعد مولوی عبدالمغنی صاحب بھائی جی کا خط سنائیں گے۔ احباب بیٹھیں اور سنیں۔

مزخرفات بہائیہ

بابی اخبار میں عبدالبہاء (عباس آفندی) کا ایک لیکچر چھپا ہے۔ جو اس نے شہر بروکلین میں دیا۔ اس میں لکھا ہے "انجیل میں یہ نہیں لکھا۔ کہ حضرت عیسٰی نے بعد پیدائش گفتگو کی نہ یہ کہ آسمان سے ان کے واسطے بچپن میں کھانا آیا۔ مگر قرآن میں کئی بار لکھا ہے۔ کہ خدا ہر روز ان کے واسطے من نازل کرتا تھا۔"

کیا کوئی بابی یا بہائی قرآن مجید سے کئی بار نہیں ایک بار ہی یہ بات دکھا سکتا ہے۔ پھر لکھا ہے:۔

"اے عرب بتاؤ۔ تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہے۔ کہ ان کو مانو۔ حضرت موسیٰ کی پیغمبری کو تسلیم کرو۔ حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ جانو۔ پرانے اور نئے عہد ناموں کو خدا کا کلام سمجھو۔ اور حضرت عیسٰی کو روح القدس کا ثمر خیال کرو۔ اس کے جواب میں ان کی قوم نے کہا۔ اچھا ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن ہمارے باپ دادا ان پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ اور ہم کو ان پر فخر ہے۔ بھلا ان کا کیا حشر ہوگا۔ اس کے جواب میں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ وہ جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت موسٰی پر ایمان نہیں لائے۔ وہ حضرت عیسٰی پر ایمان نہیں لائے۔ اور انہوں نے انجیل کو قبول نہیں کیا۔ اور اگرچہ وہ میرے بھی باپ دادا ہیں۔ لیکن دوزخ میں ایک افسوسناک حال میں ہیں۔ یہ قرآن کی ایک صریح آیت ہے۔ روایت یا کہانی نہیں۔ اور یہ اسی قرآن میں ہے۔ جو سب کے ہاتھ میں ہے۔"

کیا کوئی بابی یا بہائی قرآن مجید کی صریح آیت میں ہاں اسی قرآن سے جو سب کے ہاتھ میں ہے یہ دکھائے گا۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ دھوکہ دینے کیلئے اسلام و قرآن مجید سے اپنا تعلق بھی ظاہر کیا کرتے ہیں۔ مگر اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کس قدر قرآن مجید سے نفور ہیں۔ اور پھر افترا پرداز بھی پرلے درجے کے ہیں۔

(الحکم)

بہائیوں کا کوئی زعیم جواب دے

آپ لوگوں کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کبھی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہو۔ کبھی گرجے میں چلے جاتے ہو۔ اور مندروں میں جانے سے بھی احتراز نہیں۔ غرض ہر قوم کی عبادت میں شمولیت کر لیتے ہو۔ بہائی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام شرائع سابقہ اور پھر آخری شریعت اسلامی بھی منسوخ ہو چکی ہے۔ اور نماز جو مسلمان پڑھتے ہیں۔ اس کا موجودہ طریق ادا اور جماعت اور جمعہ سب منسوخ ہیں تو پھر یہ جو طرز عمل آپ لوگوں کا ہے۔ اس کے جواز کی سند کیا ہے۔ اپنے شارع مرزا حسین علی صاحب (جسے آپ لوگ بہاء اللہ کہتے ہیں) کی کسی کتاب کا حوالہ مع نام کتاب و صفحہ و سطر نقل فرما کر ممنون کیجئے۔ خاموشی پر ہم یہ سمجھ لینے میں حق بجانب ہونگے۔ کہ یہ محض منافقانہ امر ہے۔ اور تقیہ۔

(الحکم قادیان)

اہل بہاء کا عقیدہ کہ شریعت بابیہ و بہائیہ نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کردیا

نمبر (۱)

اہل بہاء کا عقیدہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو وعدہ قیامت کا دیا گیا ہے۔ وہ وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ ان کے نزدیک قیامت صغریٰ سے مراد علی محمد باب کا زمانہ ہے۔ جو ۱۲۶۶ھ میں مارا گیا۔ اور قیامت کبریٰ سے مراد بہاء اللہ (مرزا حسین علی ایرانی) کا زمانہ ہے۔ جو ۱۳۰۹ھ میں فوت ہوا چنانچہ بحر العرفان جو بہائیوں کی مسلمہ کتاب ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے:۔

"قیامت صغریٰ ظہور حضرت اعلیٰ روح ماسواہ فداہ بودہ کہ در سنہ ستین ظاہر شد و قیامت کبریٰ این ایام است۔ کہ دریں قیامت جمال قدم جل ذکرہ الاعظم ظاہر گردیدہ"

کہ قیامت صغریٰ جناب باب کا ظہور ہے۔ جن کو حضرت اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔ جو سنہ ۱۲۶۰ھ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور قیامت کبریٰ یہ زمانہ ہے۔ جس میں بہاء اللہ (جن کو جمال قدم بھی کہتے ہیں) ظاہر ہوئے۔

اسی طرح کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۳۹ میں جو بابیوں اور بہائیوں کی معتبر کتاب ہے۔ لکھا ہے:۔

"مراد از قیامت قیام و ظہور اودست"

کہ قیامت سے علی محمد باب کا ظاہر ہونا مراد ہے۔ چونکہ یہ ایک ایسا امر ہے۔ کہ بہائیوں کی کتابیں اس مضمون سے پر ہیں۔ اور کوئی بہائی اس بات سے انکار کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔ اس لئے مجھے اس جگہ اس کے ثبوت میں زیادہ حوالجات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پس جب کہ بہائیوں کا یہ عقیدہ مسلّمہ ٹھیرا۔ کہ قیامت ہو چکی ہے۔ اور جس قیامت کا لوگوں کو انتظار ہے۔ وہ ایک خیال اور وہم ہے۔ جیسا کہ بحر العرفان صفحہ ۲۳۵ اور مقدمہ نقطۃ الکاف (صفحہ کج) بحوالہ البیان مصنفہ علی محمد باب مندرج ہے۔ تو بہائیوں نے ان تمام آیات اور احادیث کو جن میں قیامت کے واقعات کا بیان ہوا ہی۔ باب اور بہاء اللہ کے زمانہ پر توڑ مروڑ کر چسپان کرنا شروع کیا۔ بہائیوں کی یہ کل تاویلات دیکھ تو میں کسی دوسرے مضمون میں بشرط ضرورت بیان کرونگا۔ اس جگہ میں صرف ان تاویلات باطلہ کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ بہائی لوگ اسلامی شریعت کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور باب[1] اور بہاء اللہ کی جدید شریعت کے قائل ہیں۔ اگرچہ یہ بات بھی ایسی واضح اور بیّن طور پر بہاء اللہ اور اس کے متبعین کی کتابوں میں موجود ہے۔ کہ کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن بعض بہائی خلاف واقعہ اشتہارات کی صورت میں یہ امر شائع کر رہے ہیں کہ احمدیہ جماعت کی طرف سے ہم پر ایک تہمت ہے کہ ہم قرآن شریف کی شریعت کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور جدید شریعت کے قائل ہیں۔ اسلئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ بہائیوں کے اس غلط بیان کی تردید کی جائے۔ اور ثابت کر دیا جائے کہ بہائی لوگ واقعی ایک نئی شریعت کے قائل ہیں۔ اور قرآن مجید کی شریعت کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں پہلے میں بہائیوں کی کتاب بحر العرفان کے حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ دوسری کتابوں کے حوالے بعد میں پیش کروں گا۔

پہلا حوالہ:۔ بحر العرفان میں ایک روایت بیان ہوئی ہے

"حلال محمد حلال الی یوم القیمۃ وحرام محمد حرام الی یوم القیمۃ"

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو چیزیں حلال ٹھیرائی گئی ہیں۔ وہ قیامت تک حلال ہیں۔ اور جو چیزیں حرام ٹھیرائی گئی ہیں۔ وہ قیامت تک حرام ہیں۔ بہائیوں کو اقرار ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن تاویل کرتے ہیں۔ کہ قیامت سے مراد قائم آل محمد کا زمانہ ہے۔ چونکہ بہائیوں کے نزدیک علی محمد باب قائم آل محمد ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں شیعوں کا مہدی بھی کہتے ہیں۔ اور اسی کا زمانہ قیامت ہے۔ اس لئے وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں جو حلال و حرام بیان ہوئے تھے ان کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اور اب نئی شریعت جو شریعت بابیہ و بہائیہ ہے۔ اس کا دور ہے (دیکھو بحر العرفان صفحہ ۱۱۵ - ۱۱۶ وغیرہ)

دوسرا حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۱۱۷ میں لکھا ہے:۔

"می گویند قائم کہ ظاہر می شود۔ بشریعت مقدسہ نبوی رفتار می فرمائید۔ و احکام را تغییر و تبدیل نمی دہد و برہم نمے زند۔ پس ظاہر شود از برائے چہ و شغلش چیست"

یعنی شیعہ جو کہتے ہیں۔ کہ جب قائم آل محمد ظاہر ہوگا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شریعت کا پیرو ہوگا۔ اور احکام شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گا۔ تو ہم اہل بہاء کہتے ہیں۔ کہ اگر قائم نے آکر احکام شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی تھی۔ تو اس کا آنا کس لئے اور اس کے آنے کا کیا مطلب۔ مدعا یہ کہ قائم آل محمد (علی محمد باب) کے آنے کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ وہ شریعت اسلامی کو منسوخ کرکے ایک نئی شریعت کو قائم کرے۔

تیسرا حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے:۔

"البتہ شکے نیست کہ بہ دین و آئین جدید ظاہر می شود"

کہ اس میں ذرا شک نہیں ہے۔ کہ قایم آل محمد کی نسبت یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ نیا دین اور نیا طریقہ لے کر آئے گا۔ چنانچہ وہ قایم (علی محمد باب) نیا دین اور نیا طریقہ لے کر آگیا ہے۔

چوتھا حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے:۔

"اینکہ جمیع ادیان را یکے می فرماید۔ یعنی نسخ می فرماید شریعت قبل را"

یعنی یہ جو قائم آل محمد کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ وہ تمام دینوں کو ایک کر دے گا۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اپنے سے پہلی شریعت کو (جو شریعت محمدیہ ہے) منسوخ کر دیگا۔ اور سب کو ایک نئے دین کی دعوت دے گا۔

پانچواں حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۲۲۷ میں لکھا ہے:۔

"بُسّت الجبال بسا فکانت ھباء منبثا۔ یعنی راندہ شود کوہہا اندنیس باشد غبارے پراگندہ کہ دیدہ می شود۔ یعنی چون احکام جدیدہ میشود و احکام قبل عتیق و تاثیر احکام قبل برداشتہ میشود۔ از گفتار رشان اثرے و ثمرے مترتب نمی شود۔ این ست کہ در نظر نمے آئند۔ مگر چوں غبارے پراگندہ"

یعنی یہ جو قرآن شریف میں آیا ہے۔ کہ پہاڑ[2] چلائے جائینگے اور وہ پراگندہ غبار کی طرح نظر آئیں گے۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ جب پہلے احکام بوسیدہ ہو جائیں گے۔ اور ان کی تاثیر اٹھا دی جائیگی۔ اور نئے احکام ان کی جگہ قائم ہو جائیں گے۔ تو اس وقت علماء کی باتیں ایسی بے اثر اور بے ثمر ہو جائینگی۔ کہ وہ لوگوں کی نظروں میں پراگندہ غبار کی طرح ہو جائیں گے۔ اس سے غرض یہ ہے۔ کہ نئی شریعت قائم ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے علما کی باتوں میں اثر نہیں رہا۔

چھٹا حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۲۲۵ - ۲۳۳ میں لکھا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو یہ آیت آئی ہے:۔

[1] باب اور بہاء اللہ دونوں کو صاحب شریعت جدیدہ ہونیکا دعوٰی ہی ہے منہ

[2] بحر العرفان صفحہ ۲۲۷ میں لکھا ہے کہ جبال سے مراد علماء ہیں۔ منہ

یوم کالارض جمیعاً قبضتہٗ یوم القیامۃ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ"

اس آیت میں قیامت کے دن آسمانوں کے لپیٹے جانے سے یہ مراد ہے۔ کہ قائم آل محمد کے زمانہ میں پہلی شریعت منسوخ کر دی جائیگی۔ اصل الفاظ بحر العرفان کے یہ ہیں:۔

"دیگر از واقعات قیامت تزلزل ارض است۔ و آں ارض قلوب خلائق ست۔ کذلک پیچیدہ شدن آسمان چوں طومار و آں شریعت و حکم قبل بود کہ چوں طومار پیچیدہ شد"

مطلب یہ کہ قرآن شریف کی آیت متذکرہ بالا میں زمین سے مراد لوگوں کے دلوں کی زمین ہے۔ اور آسمانوں کے لپیٹے جانے سے مراد پہلی شریعت کا لپیٹا جانا مراد ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ شریعت اسلامی طومار کی طرح لپیٹ دی گئی ہے۔ اور ایک نئی شریعت قائم کر دی گئی ہے۔ جس کو باب اور بہاء اللہ لائے ہیں

ساتواں حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۱۴۶ میں قرآن شریف کی آیت اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل کے معنے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"برپا دارید نماز را بعد از زوال آفتاب تا تاریکی شب مراد آنکہ برپائے دارید نماز را تا آنکہ ایام شریعت آں بزرگوار منقضی و تاریک شود۔ و وقت آں در غسق اللیل می باشد و غسق اللیل بحروف تہجی می شود۔ ہزار و دویست و شصت و یک یعنی نماز را برپا دارید الیٰ سنہ ہزار و دویست و شصت و یک از ہجرت کہ دراں سنہ قائم ظاہر می شود۔ و حکم ایں صلوٰۃ مرتفع میگردد و احکام تازہ و شریعت تازہ حادث می شود"

یعنی قرآن مجید کا جو یہ حکم ہے۔ کہ زوال آفتاب کے بعد سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کرو۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا زمانہ نہیں گذر جاتا۔ جو سنہ ۱۲۶۱ھ تک ہے۔ اس وقت تک نماز کا حکم قائم ہے۔ اس کے بعد قائم آل محمد ظاہر ہو جائے گا۔ اور اسلامی نماز کا حکم منسوخ ہو جائے گا۔ اور اسوقت نئی شریعت اور نئے احکام جاری ہو جائیں گے۔

چنانچہ بہائیوں کے نزدیک سنہ ۱۲۶۱ ہجری میں علی محمد باب ظاہر ہو چکا ہے۔ جسے یہ لوگ "قائم آل محمد" کہتے ہیں۔ اور سنہ ۱۲۶۱ ہجری سے شریعت اسلامی انکے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے۔

آٹھواں حوالہ:۔ بحر العرفان صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے:۔ کہ

"در صدر اسلام اصحاب حضرت رسول را اذیت می کردند سب می نمودند۔ کہ چرا دین تازہ اختیار کردہ اند۔ و از دین آباء و اجداد دست کشیدہ اند۔ و امروز ہم برایں طائفہ ملامت و شماتت و اذیت می نمایند۔ کہ چرا از طریقہ آباء و اجداد خود خارج شدہ و بصاحب امر جدید و کتاب تازہ مومن و متقبل شدہ اند"

اس عبارت میں مصنف بحر العرفان بیان کرتا ہے کہ جس طرح اسلام کے شروع ہونے کے وقت صحابہ کو اس وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی۔ کہ انہوں نے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر ایک نیا دین قبول اختیار کر لیا ہے۔ اسی طرح ہم بہائیوں کو اس وجہ سے ملامت وغیرہ کی جاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر ایک نئی شریعت کو قبول ماننے لگ گئے ہیں۔ گویا بہائیوں کا اپنی نسبت یہ اقرار ہے۔ کہ جس طرح صحابہ نے اپنے باپ دادا کے مشرکانہ مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اختیار کر لیا تھا۔ اسی طرح ہم نے باپ دادا کے اسلامی مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا دین قبول کر لیا ہے۔ جو باب اور بہاء اللہ لائے ہیں۔

یہ تمام حوالہ جات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بہائیوں کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے بحر العرفان کے علاوہ بعض دوسری کتابوں کے حوالہ جات بھی پیش کر دیتا ہوں۔ کیونکہ بہاء اللہ کے متبع باوجود ان تصریحات کے لوگوں کے سامنے دھوکا دینے کے لئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے تمام عقائد میں کلیتہً شریک ہیں۔ اور یہاں تک اصرار کرتے ہیں کہ اگر ہمارا کوئی عقیدہ آپ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے خلاف ثابت کر دیں۔ تو ہم اپنی غلطی کو درست کر لینگے اور بعض اوقات اپنے مسلمان ہونے کا یہاں تک اصرار کرتے ہیں۔ کہ ایک ناواقف آدمی ان کے اصرار کو دیکھکر دھوکا کھا سکتا ہے۔ کہ شاید واقعی یہ لوگ مسلمان ہونگے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے ہر مضمون میں جو بہائیوں کے متعلق لکھا ہے۔ حوالہ جات بکثرت دیئے ہیں۔ تاکہ یہ لوگ دھوکا نہ دے سکیں آٹھ حوالہ جات کتاب بحر العرفان سے اوپر دیئے جا چکے ہیں۔

اب کتاب الفرائد مصنفہ ابو الفضل محمد بن محمد رضا الجرفادقانی مطبوعہ سنہ ۱۳۱۵ھ کے کچھ حوالے پیش کرتا ہوں۔ یہ شخص بہائیوں کا مسلمہ عالم ہے۔ اس کے کسی حوالہ سے کوئی بہائی انکار نہیں کر سکتا۔

نواں حوالہ:۔ کتاب الفرائد صفحہ ۲۸۲ میں ابو الفضل لکھتے ہیں:۔

"تنصیص بر اینکہ دراں یوم عظیم دیانت متجدد خواہد شد۔ و شریعت جدیدہ ظہور خواہد نمود۔ ایں آیہ مبارکہ نزول یافت۔ کہ می فرماید یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق یعنی دراں روز حق جل جلالہ دین حق را اذا فیا بخلق عنایت خواہد فرمود و ایں در غایت وضوح ست کہ مقصود از ایں دیں کہ در آیہ کریمہ وعدہ فرمودہ ست کہ بخلق عنایت فرماید۔ دین اسلام نیست۔ زیرا کہ دین اسلام در ظہور حضرت رسول علیہ السلام و اثنیا نازل شدہ و آنحضرت کاملاً بخلق ابلاغ فرمودہ بل مقصود شریعت جدیدہ ست"

اس فارسی عبارت میں ابو الفضل بہائی نے یہ بیان کیا ہے کہ "سورہ نور کی آیت یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق (جو کہ قیامت کے متعلق ہے) اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ قیامت کے دن (جس سے مراد بہائیوں کے نزدیک باب اور بہاء اللہ کا زمانہ ہے۔) ایک نیا دین اور نئی شریعت ظاہر ہو گی۔ اور اس دن خدا تعالےٰ اپنی مخلوق کے لئے ایک کامل دین عنایت کرے گا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس دین سے جس کا آیت میں ذکر ہے۔ دین اسلام مراد نہیں ہو کیونکہ دین اسلام تو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اترا۔ اور آنحضرت نے مخلوق میں اس کی تبلیغ فرما دی۔ بلکہ اس سے مقصود دین اسلام کے سوا دوسری نئی شریعت ہے۔ جو قیامت کے دن یعنی باب اور بہاء اللہ کے زمانہ میں لوگوں کو دی گئی"

اگرچہ ابو الفضل بہائی کا قرآن مجید کی آیت سے یہ استدلال کرنا۔ کہ دین اسلام کے بعد کوئی نئی شریعت یا کوئی نیا دین آئیگا سورہ نور کی آیت متذکرہ کے ماقبل و مابعد کو دیکھنے سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ دین سے مراد اس آیت میں جزا سزا ہے۔ لیکن جو عبارت کتاب الفرائد کی اوپر نقل کی گئی ہے۔ وہ بہائیوں کے اس عقیدہ کو صاف ظاہر کرتی ہے کہ قرآن مجید کی شریعت ان کے نزدیک منسوخ ہے۔ اور دین کامل یہ لوگ اسی شریعت کو سمجھتے ہیں۔ جو باب اور بہاء اللہ لائے ہیں۔

دسواں حوالہ:۔ کتاب الفرائد صفحہ ۳۰۲۔ باب کی مہدویت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ظہور مہدی سبب ختم اسلام و فتح شریعت و دیانت جدیدہ باشد"

کہ باب کا ظہور (جسے بہائی قائم آل محمد یا شیعوں کا مہدی بھی کہتے ہیں۔) اسلام کے دور کو ختم کر دینے اور نئی شریعت اور نئے دین کے شروع ہونے کا سبب ہے۔ یعنی باب کے ظاہر ہونے پر شریعت اسلام کا دور ختم ہو جائے گا۔ اور نئی شریعت اور نیا دین شروع ہو جائے گا۔

گیارھواں حوالہ: ۔ کتاب الفرائد صفحہ ۳۰۳ میں لکھا ہے:۔

"ازیں جملہ کہ عرض شدہ ثابت و مبرہن گشت ۔ بطلان ایں قول فاسد باطل کہ شریعتے دیگر بعد از شریعت اسلامیہ تشریع نخواہد شد"

مصنف فرائد کہتے ہیں ۔ کہ جو کچھ عرض ہوا ہے ۔ اس سے اس عقیدہ کا باطل و فاسد ہونا ظاہر ہو گیا ۔ کہ شریعت اسلامیہ کے بعد کوئی اور شریعت جدیدہ نہ آئیگی ۔ اس حوالہ میں بہائی لوگ اس عقیدہ کو باطل اور فاسد قرار دیتے ہیں جو کہ اہل اسلام کا ہے ۔ کہ شریعت اسلام کے بعد کوئی دوسری شریعت جدیدہ نہ آئیگی پس جن ناواقفوں کو بہائی لوگ دھوکا دیتے ہیں ۔ کہ ہم اسلام کو مانتے ہیں ۔ وہ ان سے پوچھیں کہ تمہارے ہاں لکھا کیا ہے اور کہتے کیا ہو ۔

بارھواں حوالہ: ۔ کتاب نقطۃ الکاف کا ہے ۔ جو مرزا جانی کاشانی کی تصنیف ہے ۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۰ میں اس مرتبہ اور درجہ کا بیان کرتے ہوئے کہ جس پر پہنچ کر شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی بابیوں کے نزدیک ضرورت نہیں رہتی ۔ لکھا ہے:

"ہمیں قسم بدان حکم جمیع احکام شرائع انبیاء را زیرا کہ اینہا احکام راہ رفتن بود بجہت منزل رسیدن ہر گاہ شخص مسافر بمنزل رسید ، دیگر احکام سفر از و مرفوع می گردد ...... باین دلیل شریعت حضرت رسول اللہ صلعم نسخ می شود ، زیرا کہ احکام راہ رفتن می باشد و آں دین نسخ نخواہد شد کہ امر آں واحد است ، و دین توحید می باشد و آں دین حضرت قائم آل محمد است ...... احکام حضرت احکام باطن است ولابد باطن کہ آمد حکم ظاہر می رود"

اس حوالہ میں میرزا جانی بیان کرتے ہیں کہ جیسے ایک راہ رو اور مسافر کے متعلق کچھ احکام ہیں ۔ اور جب وہ مسافر گھر پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ احکام ساقط ہو جاتے ہیں ۔ یہی مثال نبیوں کی شریعتوں کی باب کی شریعت کے مقابلہ میں ہے ۔ کہ ان کی شریعتوں میں جس قدر احکام بیان ہوئے ہیں وہ مسافر کے احکام کے مشابہ ہیں ۔ اور اسی دلیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے منسوخ ہونے کی ضرورت تھی ۔ کیونکہ آل محمد (علی محمد باب) کے دین کے مقابلہ میں شریعت محمدیہ کے احکام بھی مسافرانہ احکام ہیں ۔ اور جو دین باقی رہنے والا اور منسوخ نہ ہونیوالا ہے وہ علی محمد باب کا دین ہے جس کے احکام باطنی ہیں ۔ اور یہ ضروری تھا کہ باطن کے آجانے پر ظاہری احکام منسوخ ہو جاتے "

ان تمام حوالہ جات پر غور کر کے ہر ایک شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سفر اخراجات

اور

غیر مبایعین کے اعتراضات

یہ صحیح ہے کہ پیغام پارٹی کی سمجھ میں نہیں آتا ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام دیانت و امانت و سچے اخلاص سے بھرے ہوئے دل کو لیکر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے ہیں ۔ اور روح القدس آپ کا رفیق سفر ہے ۔ جیسا کہ اس پارٹی کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا ۔ کہ نور الدین رضہ جیسا پاک نفس انسان بے نفس تھا ۔ اور جیسا کہ اس پارٹی کے پیر مغان اور اس کے خاص چیلوں کو یہ سمجھ نہیں آیا تھا کہ ان کے آقائے نامدار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسراف نہیں کرتے تھے ۔ اور اس سے انہوں نے آنحضور کی زندگی میں ہی نہ صرف خود ٹھوکر کھائی ۔ بلکہ سادہ لوح محمد لدھیانوی کو در پردہ برانگیختہ کیا ۔ اور اس نے حماقت سے ایک لمبا چوڑا خط لکھ مارا ۔ جس میں حضور کے اخراجات کو از قبیل اسراف قرار دیا ۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راندہ گیا ۔ اور کہدیا گیا ۔ کہ سلسلہ حقہ کی ضرورات کے لئے اس کا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہونے پائے ۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر اتہام لگانیوالوں کی سمجھ میں نہ آیا ۔ کہ آنحضور اس قسم کی نا شائستہ حرکت سے بالاتر ہیں ۔ اور نہ ایسے لوگوں کو کبھی سمجھ آسکتی ہے ۔ کیونکہ مال ان کا قبلہ آمال ہوتا ہے ۔ اور اسی کی وہ پوجا کرتے ہیں ۔ اور اس کی محبت کی وجہ سے وہ ابرار پر بدظنیاں کرتے ۔ اور اپنوں سے کاٹتے ۔ اور بیگانوں سے جوڑتے ہیں کیا وہ اسی پیغام پارٹی کے سرکردہ لوگ نہیں تھے ۔ جنہوں نے اپنے آقائے نامدار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور یہ تجویز پیش کی تھی ۔ کہ رسالہ ریویو میں لہجہ ملاطفت کو اختیار کیا جائے ۔ اس کی وجہ سے اس کی اشاعت بہت ہوگی ۔ اور روپیہ خوب آئیگا ۔ مگر اس تجویز کو حضور نے نہایت نفرت و سختی سے رد کیا تھا ۔ پھر کیا یہ سچ نہیں ہے ۔ کہ یہی وہ لوگ ہیں ۔ جنہوں نے اپنوں کو چھوڑ کر بیگانوں کے ساتھ جوڑا ۔ ان کی ہاں میں ہاں ملائی ۔ اور اپنی کارروائیوں پر نفاق کا رنگ چڑھایا ۔ اس لئے کہ روپیہ ہاتھ آئے ۔ اور اس کے ذریعہ دل کی امیدیں بر آئیں ۔

جس جماعت کو خدا تعالیٰ کے فرستادہ نے تیس سال کی محنتوں اور مصیبتوں کو جھیل کر اور شب و روز کی گریہ وزاری سے تیار کیا تھا ۔ اُسے برباد کرنے میں انہوں نے تمام طاقتیں صرف کر دیں اور اپنے اس محسن کو مقام نبوت سے نیچے اتارنا چاہا جس کے نفخ سے ان کی بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑی تھی ۔ اور ان کے متعفن نفسوں پر نسیم روح چلی تھی ۔ یہ سب کچھ اس حُبِ مال و حُبِ وجاہت کا نتیجہ ہے ۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے ٹھوکر کھائی ۔ اور اب دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بننا چاہتے ہیں ۔ مگر انہیں خوب یاد رہے کہ ہمارے نزدیک یہ مال خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا مال کیا ہماری عزتیں اور ہماری جانیں اسی دن سے اس مقدس راہ میں وقف ہو چکی ہیں ۔ جس دن کہ ہم نے اپنے خداوند کے پیارے مسیحا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو بیع کیا تھا ۔ اور یہی عہد ہمارا خلفائے مسیح موعود کے ساتھ ہے ۔ ہم نے خدا تعالےٰ کے لئے خلیفۃ المسیح کو اپنے مال اور اپنی جانیں سونپ دی ہیں ۔ کیونکہ ہمیں کامل یقین ہے ۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے وہ نور فراست عطا کیا ہے ۔ جس کی کوئی مثال موجود نہیں ۔ اور اسے اسلام کے لئے وہ درد اور اخلاص دیا ہے ۔ جو بے نظیر ہے ۔ اور اس کے ذریعہ ہمارا قدم پیچھے کو نہیں بلکہ آگے ہی آگے کو پڑ رہا ہے ۔ دشمن جس "روز سوگ" کا انتظار کرتا ہے ۔ وہ روز ہمارے لئے عید کا تیوہار بنکر آتا ہے ۔ اور آج بھی ہمارے لئے یہ مبارک سفر عید ہے ۔ اور خدا چاہے تو کل بھی عید ہو گی ۔ اے ارض و سما کے بادشاہ تو غیور ہے ۔ اور تو بصیر ہے ۔ تو جانتا ہے کہ ہم اور ہماری عزتیں اور ہمارے مال سب کے سب تیرے ہیں ۔ غیر اس لئے ہنسی و ٹھٹھا کر رہے ہیں کہ ہم خوشی سے تیری راہ میں انہیں اپنی بساط کے مطابق خرچ کر رہے ہیں ۔ تو ہمیں اور دے کہ ہم اور زیادہ خرچ کریں ۔ اور تو اپنے فضل سے ہمارے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ آنے دے کہ ہم نے تیری راہ میں کچھ خرچ کیا ۔ تیرا احسان ہے کہ تو نے ہم کو کچھ دیا اور اس کے ساتھ ہمیں توفیق دی کہ اسے تیری راہ میں خرچ کریں بہتیرے ہیں کہ انہیں بہت کچھ دیا گیا ہے ۔ مگر وہ تیرے اس فضل سے محروم ہیں ۔ جو ہمیں حاصل ہوا ۔ اس لئے ہمیں شکر گذاری کی نعمت سے محروم نہ رکھیو ۔ اور کبھی ایسا نہ ہو کہ اس مال کی وجہ سے ہم دل میں بدی کے خیال لا کر تیری بادشاہت سے راندے جائیں ۔ تو غنی ہے ۔ تو ہمارے مالوں کا محتاج نہیں ۔ مگر ہم تیرے احسانوں کے اور تیری ذرہ نوازیوں کے محتاج ہیں ۔ پیارے معبود ! تیری راہ میں مالوں کی قربانی کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی کہ ہم دلوں میں اس پر اترائیں ہمیں اپنی جانوں کی قربانی کی توفیق دے تا تیری نظر میں ہم مسلم کہلائیں اور تیری رضوان کا سہرا ہمارے سر کو مشرف کرے آمین ثم آمین

زین العابدین ولی اللہ شاہ قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نئے داخل ہونیوالوں کی فہرست

بقیہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء

۱۲۲۹ - نذیر حسین ضلع فرخ آباد
۱۲۳۰ - غلام حسین " جہلم
۱۲۳۱ - محمد خلیل علی گڈہ
۱۲۳۲ - مرزا محمد بخش ضلع ملتان
۱۲۳۳ - شیخ محمد حنیف بالیسر
۱۲۳۴ - شیخ واجد محمد "
۱۲۳۵ - محمد صدیق ضلع گجرات
۱۲۳۶ - سوزیو میرپور تھیلا
۱۲۳۷ - اے ایم عبد الرحمان کولمبو
۱۲۳۸ - دلیم لی بمبئی
۱۲۳۹ - اہلیہ سید عبد الوحید منصوری
۱۲۴۰ - شیخ اللہ بخش ریاست بہاولپور
۱۲۴۱ - غلام احمد ضلع سرگودہا
۱۲۴۲ - اہلیہ علم الدین شیخوپورہ
۱۲۴۳ - شیر محمد ضلع لائلپور
۱۲۴۴ - عبد الیمین خان " فرخ آباد
۱۲۴۵ - سید احمد کلکتہ
۱۲۴۶ - مولا بخش ضلع اجمیر
۱۲۴۷ - فتح الدین " گجرات
۱۲۴۸ - محمد ابراہیم علاقہ سندھ
۱۲۴۹ - عبد العزیز ضلع اجمیر
۱۲۵۰ - عبد الحکیم شملہ
۱۲۵۱ - تاج خان ضلع کٹک
۱۲۵۲ - اللہ ودیایا " گوجرانوالہ
۱۲۵۳ - اہلیہ الہداد " گجرات
۱۲۵۴ - صدیق وائیں گشمیر
۱۲۵۵ - محمد وائیں "
۱۲۵۶ - یوسف وائیں "
۱۲۵۷ - اہلیہ صابر وائیں "
۱۲۵۸ - والدہ شموں خان ضلع فرخ آباد
۱۲۵۹ - اہلیہ " " " "
۱۲۶۰ - چھوٹے شاہ ضلع نینی تال

۱۲۶۱ - بھلہ ضلع نینی تال
۱۲۶۲ - نبی بخش " "
۱۲۶۳ - محمد غنی " "
۱۲۶۴ - محمد بشیر احمد " "
۱۲۶۵ - محمد علی " "
۱۲۶۶ - منگو " "
۱۲۶۷ - بشیر احمد بھیرہ
۱۲۶۸ - امام الدین سیالکوٹ
۱۲۶۹ - گوہر بی بی ضلع "
۱۲۷۰ - حیات بی بی " "
۱۲۷۱ - حکیم عزیز الدین " گورداسپور
۱۲۷۲ - اہلیہ " " " "
۱۲۷۳ - محمد حسین " "
۱۲۷۴ - محمد ابو الہاشم بھاگلپور
۱۲۷۵ - محمد الدین ضلع سرگودہا
۱۲۷۶ - اہلیہ سید رمضان شاہ ریاست بہاولپور
۱۲۷۷ - دین محمد ضلع جالندہر
۱۲۷۸ - محمد ابراہیم لاہور
۱۲۷۹ - طالع مند " سیالکوٹ
۱۲۸۰ - نجم النسار اناؤ
۱۲۸۱ - دیوان علی خان برہما
۱۲۸۲ - والدہ میاں شمس الدین لاہور
۱۲۸۳ - الصوخان ضلع فرخ آباد
۱۲۸۴ - اہلیہ " " "
۱۲۸۵ - پشوخان " "
۱۲۸۶ - اہلیہ ابراہیم " گوجرانوالہ
۱۲۸۷ - اہلیہ نظیر حسین " "
۱۲۸۸ - ایم فتح الدین بنگلور
۱۲۸۹ - اہلیہ کرم الٰہی نابھہ
۱۲۹۰ - میر عنایت علی علاقہ سندھ
۱۲۹۱ - محمد قاسم " "
۱۲۹۲ - علی احمد ڈھاکہ
۱۲۹۳ - اہلیہ صاحبہ منشی مطیع اسد خان شاہجہانپور
۱۲۹۴ - جلال الدین - ضلع گورداسپور

۱۲۹۵ - مرزا محمد بیگ سیالکوٹ
۱۲۹۶ - محمد الدین ضلع " "
۱۲۹۷ - جلال الدین " " "
۱۲۹۸ - غلام محمد خیرپور میرس
۱۲۹۹ - محمد انور خان ضلع ڈیرہ غازیخان
۱۳۰۰ - اہلیہ صاحبہ حکیم احمد رضا خان " "
۱۳۰۱ - بنت " " " " "
۱۳۰۲ - مستری حاجی محمد سیالکوٹ
۱۳۰۳ - محمد اسمٰعیل ریاست بہاولپور
۱۳۰۴ - ملک محمد رمضان بھوپال
۱۳۰۵ - حبیب اللہ ضلع گورداسپور
۱۳۰۶ - اے کے محی الدین مالابار
۱۳۰۷ - شیخ غلام رسول ضلع سیالکوٹ
۱۳۰۸ - اللہ بخش - " ڈیرہ غازیخان
۱۳۰۹ - غلام فرید " گوجرانوالہ
۱۳۱۰ - اہلیہ مہر علی " لائلپور
۱۳۱۱ - بیگم بی بی " گوجرانوالہ
۱۳۱۲ - رحمت بی بی " "
۱۳۱۳ - عمر بخش " "
۱۳۱۴ - اہلیہ " " "
۱۳۱۵ - جلال الدین " "
۱۳۱۶ - اہلیہ " " "
۱۳۱۷ - بال بچہ " " "
۱۳۱۸ - حلیمہ بی بی " "
۱۳۱۹ - محمداں " "
۱۳۲۰ - رؤف داد خان - بنگال
۱۳۲۱ - والدہ صاحبہ زبیدہ بانو "
۱۳۲۲ - عبد المجید خان ضلع متھرا
۱۳۲۳ - روشن دین - ضلع لائلپور
۱۳۲۴ - نبی بخش ضلع متھرا
۱۳۲۵ - ملک محمد حنیف خان ضلع لائلپور
۱۳۲۶ - نانی صاحبہ میر صدیق احمد بنگال
۱۳۲۷ - محمد منیر خان راجپوتانہ
۱۳۲۸ - اسحٰق خان ضلع فرخ آباد
۱۳۲۹ - حافظ سیتا - پانی پت
۱۳۳۰ - مخدوم صدیق اکبر بھیرہ
۱۳۳۱ - اہلیہ جلال الدین - ضلع گجرات
۱۳۳۲ - محمد دین " سیالکوٹ
۱۳۳۳ - اللہ رکھا " "

۱۳۳۴ - والدہ کرم بی بی ضلع سیالکوٹ
۱۳۳۵ - بنت غلام حسن صاحب " "
۱۳۳۶ - دوست محمد امرتسر
۱۳۳۷ - میاں احمد - ڈیرہ غازیخان
۱۳۳۸ - نور محمد - ضلع اجمیر
۱۳۳۹ - عبد الکریم " "
۱۳۴۰ - قاضی جلال الدین ریاست پٹیالہ
۱۳۴۱ - حیدر علیخان - ضلع شاہپور
۱۳۴۲ - رحیم بخش - شیخوپورہ
۱۳۴۳ - اللہ دتا - ضلع سیالکوٹ
۱۳۴۴ - غلام محمد - علاقہ سندھ
۱۳۴۵ - میاں محمد حسن کٹک
۱۳۴۶ - سید علی احمد حسین کلکتہ
۱۳۴۷ - عبید اللہ ضلع لائلپور
۱۳۴۸ - رحمت بی بی " "
۱۳۴۹ - سردار احمد " "
۱۳۵۰ - دلدار احمد " "
۱۳۵۱ - علی محمد - ہیلول پور
۱۳۵۲ - ابو سعید شیر محمد ضلع ہوشیارپور
۱۳۵۳ - مہر داد " گوجرات
۱۳۵۴ - محمد اسمٰعیل قریشی ریاست جیند
۱۳۵۵ - غلام احمد - امرتسر
۱۳۵۶ - اہلیہ صاحبہ نذر علی شاہ - ضلع لاہور
۱۳۵۷ - فاطمہ علاقہ سندھ
۱۳۵۸ - ہادی بخش " "
۱۳۵۹ - میاں احمد " "
۱۳۶۰ - فقیرا ضلع نینی تال
۱۳۶۱ - بھدا " "
۱۳۶۲ - گھاسی " "
۱۳۶۳ - شوکو " "
۱۳۶۴ - شبراتی " "
۱۳۶۵ - امیرا " "
۱۳۶۶ - نواب خان " سیالکوٹ
۱۳۶۷ - کالے خان " ہوشیارپور
۱۳۶۸ - کرم دین " " "
۱۳۶۹ - ملک نصیر الدین حیدر کراچی
۱۳۷۰ - ہاشم - ضلع سیالکوٹ
۱۳۷۱ - اہلیہ " " "
۱۳۷۲ - اللہ دتا ولد ہاشم " "

۱۳۷۳ - غلام محمد ضلع سیالکوٹ
۱۳۷۴ - حیدراں بی بی " "
۱۳۷۵ - شریف بی بی " "
۱۳۷۶ - خدا بخش " "
۱۳۷۷ - اہلیہ خدا بخش " "
۱۳۷۸ - اللہ دتا ولد خدا بخش " "
۱۳۷۹ - غلام قادر " "
۱۳۸۰ - مہر الدین " "
۱۳۸۱ - اللہ دتا ولد رانجھا " "
۱۳۸۲ - فیروز الدین " "
۱۳۸۳ - اللہ دتا ولد پوپو " "
۱۳۸۴ - گوہر " "
۱۳۸۵ - اہلیہ گوہر " "
۱۳۸۶ - علی محمد " "
۱۳۸۷ - غلام محمد ولد گوہر " "
۱۳۸۸ - فضل دین " "
۱۳۸۹ - بوٹا " "
۱۳۹۰ - اللہ رکھی " "
۱۳۹۱ - سرداراں " "
۱۳۹۲ - فتح بی بی " "
۱۳۹۳ - بسو " "
۱۳۹۴ - بھاگن " "
۱۳۹۵ - بوٹا " "
۱۳۹۶ - اللہ رکھی " "
۱۳۹۷ - حبیباں " "
۱۳۹۸ - حیدراں " "
۱۳۹۹ - ریشم " "
۱۴۰۰ - نواب " "
۱۴۰۱ - اہلیہ نواب " "
۱۴۰۲ - شریف " "
۱۴۰۳ - برکت بی بی " "
۱۴۰۴ - غلام حیدر " "
۱۴۰۵ - اہلیہ شاہ محمد " "
۱۴۰۶ - سرداراں بی بی " "
۱۴۰۷ - اللہ رکھی " "
۱۴۰۸ - ریشم بی بی اہلیہ عبد اللہ " "
۱۴۰۹ - اللہ رکھی اہلیہ شکر اللہ " "
۱۴۱۰ - سرداراں بنت عبد اللہ " "

(باقی آئندہ)

اشتہارات

حنیمن مڈیکل انسٹی ٹیوٹ ہی انگریزی و مادری زبان میں یونانی و ہومیو پیتھک سیکھنے کا آسان ذریعہ ہے۔ کورس ۲ و ۳ سال ٹائٹل ۔ M.B.H.S اور L.P.H.S یونانی ٹائٹل نجم الاطبہ اور شمس الاطبہ۔ یہاں بیرونی ڈاکٹر اور حکیم بھی امتحان دیکر ٹائٹل حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کالج ۱۸۶۵ء سال کے ۲۱ قانون کے بموجب بنگال اور انڈیا گورنمنٹ کا منظور شدہ ہے۔ یہاں ہومیو پیتھک دوا ۲ پیسہ میں ملتا ہی

ڈاکٹر امیر علی (سکرٹری)۔ ۴۰ مٹکاف لین کلکتہ

قرآن شریف کو سمجھنے اور حل کرنیکا آسان طریق

پاکٹ کلید قرآن و لغات قرآن معہ خلاصہ صرف و نحو

جس میں قرآن کریم کے الفاظ کے معانی اور حوالجات۔ کہ ہر ایک لفظ قرآن کریم میں کہاں کہاں واقع ہے۔ اور صرف و نحو کا ایسا خلاصہ جو قرآن کریم کے حل کرنے میں مدد دے۔ درج کئے گئے ہیں۔ جیبی سائز ہے پہلی آئی ہوئی درخواستوں کی تعمیل قریباً تمام ہو چکی ہے۔ اور دوست بھی جلد سے جلد منگالیں مجلد ہے۔ قیمت عہ ؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان معجزہ

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور

جس میں جلسہ مذکور کے تمام ہندو۔ مسلم۔ عیسائی اور سکھ اور یہودی لیکچراروں کے مضامین لفظ بلفظ درج ہیں۔ اور اپنے موقعہ پر حضرت مسیح موعود کا شاندار لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی بھی شامل ہے۔ نور کی شان ظلمت کے مقابل جاکر کھلتی ہے۔ اس تمام مجموعہ کے یکجائی طور پر مطالعہ کرنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان معجزہ کی شان کھلتی ہے۔ احباب کو یہ کتاب ضرور اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔

قیمت عہ ۱۲/ ۔ مجلد عمدہ عہ ؎

آریوں کی تردید میں زبردست تصنیف

آئینہ سماج

جس میں ستیارتھ پرکاش کی اندرونی تصویر کھینچ کر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سوامی دیانند نے تمام مذاہب کے حق میں بدزبانی و غلط بیانی کی۔ اختلاف بیانی کی۔ ویدوں کے کلام میں اختلاف ہے۔ ویدوں میں تحریف و تبدیلی ہوئی۔ آریہ لیڈروں کی باہم جنگ و فساد۔ پھر ویدوں کی گندی تعلیم اور تہذیب کے پر اسرار نمونے دیئے گئے ہیں۔ غرضکہ یہ کتاب آریوں کے لئے کاری حربہ ہے۔ قیمت ۸ر۔ اس کے علاوہ ایک اور زبردست کتاب عنقریب چھپنے والی ہے۔ جس میں آریہ مذہب کی اصلی تصویر اور اندرونی حالت اور اسلام کی سچی تصویر دکھائی گئی ہے۔ یہ بھی آریوں کی ایک زہریلی کتاب کے جواب میں ہے۔ احباب منتظر رہیں۔

کتاب گھر قادیان ؏

کان (رجسٹرڈ)

کان کی تمام بیماریوں نیٹ بہرہ پن کم سننا۔ آوازیں ہونے درد زخم ورحم خشکی۔ پردوں کی کمزوری بچوں بڑوں کے کان بہنے۔ نزلہ وغیرہ پر وہ ببب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات وہ شرطیہ دوا ہے جیبر انگریزی ڈاکٹر تک لٹو ہیں۔ بیس سال تک کے بیمار اصلی صحت پا چکے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ ۱؎ اعتبار نہ ہو۔ تب یہاں تشریف لاکر علاج کرالیئے۔ دمہ اور رعشہ کا بھی شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ دھوکہ بازوں سے ہوشیار ہوکر عقل سے کام لیں۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ (بہرہ پن کی دوا۔ ببب اینڈ سنز۔ پیلی بھیت۔ یو پی۔)

اللھم انت الشافی
جوہر شفا یعنی زندگی

یہ خشک سفوف ہی جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار دکھانسی خشک یا تربلغم خون آنا ہو سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم۔ جو سو روپے کو بھی مفت۔ فیتو لہ عہ علاوہ محصولڈاک۔ جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتھر: ایس عزیز الرحمٰن سجاد بخش انجنیر۔ قادیان

تلاش

میرا لڑکا جس کا حلیہ یہ ہے۔ آنکھیں بڑی پیشانی کشادہ قد درمیانہ زبان میں لکنت نام عبد اللہ ہے۔ بوجہ دماغی خلل کہیں چلا گیا ہے۔ احمدی احباب خاص طور پر اسکی تلاش کریں۔ اور اگر مل جائے۔ تو اپنے پاس رکھ کر مجھے اطلاع دیں۔ اسکی خوراک وغیرہ کا خرچ شکریہ کے ساتھ ادا کر دیا جائے گا۔

خاکسار
محمد اسماعیل سیالکوٹی ٹیچر۔ ہائی سکول۔ قادیان

ناطہ کی ضرورت

ایک جوان کشمیری قوم کی لڑکی کے لئے ایک نوجوان کشمیری قوم کے احمدی لڑکے کی ضرورت ہے۔ آدمی نیک مخلص احمدی ہونے کے علاوہ برسر روزگار ہو۔ چاہے ملازم ہو یا تجارت پیشہ ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ لاہور امرتسر کے اضلاع کے لڑکے کو ترجیح دی جائے گی۔

پتہ:۔ نواں لاہور۔ ڈاکخانہ کوٹ رام چند۔ ضلع لائل پور۔ منشی حسین بخش۔ پٹواری۔ (احمدی)

دواخانہ رحمانی کے مشہور
حب اٹھرا کے
سرٹیفکیٹ
محافظ حمل۔ حب اٹھرا
اٹھرا کیا ہے
جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس کی میعاد اٹھارہ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ صاحب شاہی حکیم نے اپنے تجربے سے ثابت کی ہے۔ اس مرض کے لئے آپ کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ در حقیقت ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن کر پیارے بچوں سے خالی تھے۔ اور وہ مایوس انسان جو اولاد زندہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج و غم میں مبتلا رہتے تھے۔ آج وہ پیارے بچوں سے خوش و خرم و شاداں ہیں۔ اور وہ
خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں
حب اٹھرا کیا ہے؟ مایوس، غم رسیدہ، صدمہ خوردہ، دکھی دلوں کی تسکین و سہارا ہے۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت، اکثر بیماریوں سے محفوظ اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا صحیح سلامت و مضبوط پیدا ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل سے عمر طبعی پانے والا، اپنے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوگا۔ قیمت فی تولہ عہ۔ شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۷ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگواتے پر فی تولہ عدر
المشتہر
عبدالرحمٰن کاغانی۔ دواخانہ رحمانی۔ قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب
اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل وایڈیٹر (باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)